مرثیہ:۵

روایت؛ شاہِ روم کا سفرِ کربلا

مطلع

رشکِ بہارِ خُلد ہے صحرائے کربلا

تعداد بند:۱۲۶

www.emarsiya.com

۱

رشکِ بہارِ خُلد ہے صحرائے کربلا عرشِ بریں ہے قصرِ مُعلّائے کربلا
عالم میں ہے یہ رُتبۂ والائے کربلا کعبہ کو ہر گھڑی ہے تمنائے کربلا
کیونکر نہ اُس زمیں کو شرف یہ حصول ہوں
دامن میں جس کے باغِ پیمبرؐ کے پھول ہوں

۲

عصیاں کے عارضہ کی دوا ہے یہی زمیں رتبہ میں عرش سے بھی سوا ہے یہ یہی زمیں
محبوبِ خاصگانِ خدا ہے یہی زمیں اب کیا کہوں کہ خاکِ شفا ہے یہی زمیں
برسوں کا ہو علیل تو دم میں شفا ملے
بوذر ہے وہ یہاں جسے سونے کو جا ملے

۳

یہ خاک اہلِ ارض و سما کو پسند ہے یہ جا وہ ہے کہ عرشِ عُلا کو پسند ہے
شیرِ خُدا کو خیرِ ورا کو پسند ہے بس خاتمہ ہوا کہ خُدا کو پسند ہے
کعبہ ہے پست رُتبہ میں اس ارضِ پاک سے
سجدے کو بھی ملا ہے شرف یاں کی خاک سے

۴

کیونکر نہ دل پذیر ہو دلچسپ جا ہے وہ حضرت نے انتخاب کیا کربلا ہے وہ
فرشِ زمیں پہ دُوسرا عرشِ عُلا ہے وہ حق تو یہ ہے کہ کہہ نہیں سکتا ہوں کیا ہے وہ
بستے ہیں اُس زمین پہ جو گل وہ وحید ہیں
غنچہ ہے برکتوں کا بہتّر شہید ہیں

۵

اِس ساری کائنات کا جلوا وہی تو ہے دبتا ہے جس سے عرش وہ روضہ وہی تو ہے
سیدھا خدا سے ملنے کا رستہ وہی تو ہے یہ چرخ طوف کرتا ہے جس کا وہی تو ہے
دنیا میں جا مبارک و مسعود ہے وہی
سب مومنوں کا کعبۂ مقصود ہے وہی

www.emarsiya.com

۶

دل کھینچتی ہے ایسی جگہ جانفزا بھی ہے کوثر کا آبِ خُلد بریں کی ہوا بھی ہے
خاک اُس زمینِ پاک کی خاکِ شفا بھی ہے سب اِک طرف گنہ کے مرض کی دوا بھی ہے
رحمت سے اُس کی عفو بھی بیباک ہوگیا
واں جو گناہ گار گیا پاک ہوگیا

۷

کعبے پہ اس زمین کو حق نے شرف دیا دنیا میں یہ مقام ہے گلشن بہشت کا
یاں کی ہوا سے ہوتی ہے بیمار کو شفا ساکن ہیں اس زمیں کے نظر کردۂ خُدا
کچھ ڈر عذاب کا نہ فشارِ زمیں کا ہے
ہے جس میں لُطفِ زیست وہ مرنا یہیں کا ہے

۸

کیا خوف مومنوں کو کہ سرور مدد کو ہیں عباس ابنِ ساقیِ کوثر مدد کو ہیں
قاسمؑ مدد کو ہیں علی اکبرؑ مدد کو ہیں اٹھارہ نونہالِ پیمبرؐ مدد کو ہیں
اب اس جگہ ہراس و تردد کا کام کیا
حامی ہوں جن کے اتنے ڈریں وہ غلام کیا

۹

خاکِ شفا کا فرش جگہ کیسی پاک صاف یہ چرخ داں کے اہلِ زمیں کے نہیں خلاف
پہنچا محب کہ سارے گنہ ہوگئے معاف دیکھے جو اُس کی شان تو کعبہ کرے طواف
یہ منزلت نصیب کسی کو کہاں ہوئی
ایسی زمیں کہ رشکِ دہِ آسماں ہوئی

۱۰

اُس ارضِ پاک کو جو کبھی دیکھ پاؤں میں آنکھوں کا فرش روضہ کے در پر بچھاؤں میں
بستر مزارِ شاہِ زمن پر لگاؤں میں رضواں جو خُلد میں بھی بلائے نہ جاؤں میں
کہدوں کہ مجھ کو مالکِ فردوس مل گیا
کیسی بہشت غنچۂ امید کھل گیا

www.emarsiya.com

۱۱

اُس ارضِ پاک کا ہو بیاں کیا وقار و جاہ کہتے ہیں عاشقانِ شہنشاہِ دیں پناہ
یعنی کہ ملکِ روم میں تھا ایک بادشاہ رکھتا نہ تھا امامِ دو عالم سے رسم و راہ
کرتا تھا کوئی فکر نہ انجام کے لئے
دیں دار تھا جہاں میں فقط نام کے لئے

۱۲

اُس شاہ کے وزیر تھے چالیس خوش خصال تھا اُن میں ایک شیفتۂ شیرِ ذوالجلال
مشتاق کربلا کی زیارت کا تھا کمال تھا بادشاہ کو بھی اُسی کا بہت خیال
از بس عزیز شاہ کو وہ با وقار تھا
مثلِ مژہ وزیروں کی آنکھوں میں خار تھا

۱۳

اس طرح اُن وزیروں میں تھا وہ فلک وقار جس طرح فوجِ شام میں حُر اِک وفا شعار
یا حضرت خلیلؑ ہوں جیسے میانِ نار فرعونیوں کی فوج میں موسیٰؑ نامدار
تھا اس طرح سے وہ گُلِ تر خارزار میں
جس طرح ایک دانۂ جنت انار میں

۱۴

واقع عراق میں ہوئی اِک جنگِ ناگہاں سوچا یہ شاہ کس کو اُدھر کیجئے رواں
لینے کو مشورہ وزرا سے کیا بیاں سُن کر یہ بات سب نے کہا ہو کے یک زباں
سر ہو یہ جنگ جس سے دلاور نہیں کوئی
حضرت کے اُس وزیر سے بہتر نہیں کوئی

۱۵

گو شہ کو تھا فراق بہت اُس کا ناگوار لیکن بہ جبر دل پہ کیا جبر اختیار
دستور تھا جو عاشقِ سلطانِ نامدار سُن کر یہ بات اُس نے کہا شکرِ کردگار
شامل جو ابرِ رحمتِ حق کی تری ہوئی
سوکھی ہوئی تھی شاخِ تمنا ہری ہوئی

www.emarsiya.com

۱۶

قسمت سے گُل کِھلا ثمرِ مدُعا مِلا گھر بیٹھے توشۂ سفرِ کربلا ملا
بالیدگی سے سر سرِ گردوں سے جا ملا کہتا تھا آج بندے کو گویا خدا ملا
دیکھوں گا سیر وادیِ عنبر سرشت کی
سر میں سما گئی ہیں ہوائیں بہشت کی

۱۷

سامان جبکہ چلنے کا تیار ہوگیا راہی سوئے عراق بڑے شوق سے ہوا
یاں بادشہ پہ شاق جو اُس کا فراق تھا تسکینِ قلب کے لئے درماں کیا نیا
مقصود کاہنوں سے یہ پوچھا ضمیر کا
بتلاؤ ہے مقام کہاں اُس وزیر کا

۱۸

کاہن جو کہنہ مشق تھے دیتے تھے یہ نشاں کل تھا وہاں قیام مقام آج ہے وہاں
مثلِ قلم یہ منشیوں پر حکم تھا رواں روزانہ کاہنوں کا قلمبند ہو بیاں
ہوگا جو سچ تو موتیوں سے منہ بھروں گا میں
آئے گا جب وزیر مطابق کروں گا میں

۱۹

اِک روز کاہنوں نے یہ شہ سے کیا بیاں آج آپ کا وزیر ہوا داخلِ جناں
ہوش اُڑ گئے سُنی جو یہ پُر درد داستاں سمجھا جہاں سے ملکِ عدم کو ہوا رواں
دل پر جو داغ تھا تو کیا اُس قمر کا غم
جس طرح باپ کرتا ہے لختِ جگر کا غم

۲۰

سر کر کے اُس مہم کو پھرا جب وہ ذی وقار حاضر ہوا حضور میں با عجز و انکسار
کی عرض جنگ فتح ہوئی شکرِ کردگار حیرت سے دیکھا آئینۂ رُخ کو بار بار
فرمایا اے وزیر یہ کیا واردات ہے
سوتا ہوں جاگتا ہوں یہ دن ہے کہ رات ہے

www.emarsiya.com

۲۱

مجھ کو تو کاہنوں نے سنائی تھی یہ خبر بغداد سے بہشت میں تیرا ہوا گزر
سمجھا تھا میں سفر میں عدم کا کیا سفر میں تیرے واسطے رہا دن رات نوحہ گر
مرنے کے بعد شکل دکھاتا نہیں کوئی
یہ ہے وہ جا جہاں سے پھر آتا نہیں کوئی

۲۲

کی عرض یہ وزیر نے اے شاہِ ذی وقار کیا ذکر موت کا نہ ہوا ایک دن بخار
یہ سُن کے روزنامچے منگوائے ایک بار کی جب مطابقت تو نہ تھا فرق زینہار
پوچھا یہ شہ نے کعبۂ ربِّ وریٰ میں تھا
رو کر کہا غلامِ علیؑ کربلا میں تھا

۲۳

یہ سن کر بادشہ نے کہا، کون کربلا بولا جہاں ہے دین محمد کا لاڈلا
نورِ خدا، چراغِ ہدیٰ، شاہِ دوسرا روح بتولؑ و جانِ علیؑ، حجتِ خدا
عالم کا پیشوا ہے، شہِ مشرقین ہے
نام اس شہیدِ راہِ خدا کا، حسینؑ ہے

۲۴

دینِ خدا کو مر کے جلایا اسی نے ہے نارِ سقر سے ہم کو بچایا اسی نے ہے
سکّہ دلاوری کا بٹھا یا اسی نے ہے پایہ بلند عرش سے پایا اسی نے ہے
کیا ذکر اُس کے خوبیِ ذات و صفات کا
مختار ہے نبی کی طرح کائنات کا

۲۵

یہ وہ ہیں جن کا وصف ہے قرآں میں لاکلام فرزند بھی امام کے ہیں خود بھی ہیں امام
راہِ خدا میں آپ شہادت کا پی کے جام بگڑا ہوا بنا گئے امت کا سارا کام
مخلوق کے کوئی عملِ بد نہ دھو سکا
وہ کر گئے جو اور کسی سے نہ ہو سکا

www.emarsiya.com

۲۶

اتنے الم سہے کوئی یہ دل لگی نہ تھی دعوت میں اس غریب کی شے کون سی نہ تھی
خنجر نہ تھا کہ تیغ نہ تھی یا چھری نہ تھی کٹوانا سر کا کھیل، شہادت ہنسی نہ تھی
مولا کو میرے جبر پہ کیا اختیار تھا
بہرِ خدا کہو یہ اُٹھانے کا بار تھا

۲۷

ایسا کوئی سُنا بھی نہیں عاشقِ خُدا وعدہ تھا اپنے سر کا بشر کا سر دیا
جب کوئی زخم تن پہ لگا شکرِ حق کیا مالک کا اپنے تیغ کے نیچے بھی دم بھرا
گو دل پہ لاکھ طرح کے صدمے اُٹھا گئے
اُس کی رضا پہ چلتے ہیں یوں یہ دکھا گئے

۲۸

جب ہوگئے شہید بڑھا اور بھی وقار خاکِ شفا انہیں کی لحد کا تو ہے غُبار
ان کی ولا نہیں تو بشر ہے ذلیل و خوار پورا خدا کے گھر میں انہیں کا ہے اختیار
مغموم حشر میں کریں یا شاداں کریں
درزخ میں بھیجیں یا سوئے جنت رواں کریں

۲۹

فردوس ان کا باغ ہے کعبہ ہے اِن کا گھر اقبال ہے غلام کنیز ان کی ہے ظفر
کاٹے ہیں ان کی تیغ نے روح الامیں کے پر حیدر کے جان و دل میں نہ کیونکر ہوں پُرجگر
لشکر جنوں کے بیرِ الم میں بھگا دئے
بدر و احد میں فتح کے ڈنکے بجا دئے

۳۰

پر اس شرف پہ کوفیوں نے کیا غضب کیا لکھ لکھ کے نامے پہلے تو گھر سے طلب کیا
آئے یہ جب تو کچھ بھی نہ پاس و ادب کیا خنجر سے ذبح ماریہ میں تشنہ لب
اِک دوپہر میں کر دیا سب گھر کا گھر تباہ
مدت تک اہلِ بیتؑ رہے در بدر تباہ

www.emarsiya.com

۳۱

شہ نے کہا وزیر مفضل یہ حال کہہ گزرے ہیں جو حسینؑ پہ رنج و ملال کہہ
کیسا لڑا ہے فاطمہ زہراؑ کا لال کہہ مشتاق ہوں میں سننے کا، اے باکمال کہہ
کی اُس نے التماس حکایت غریب ہے
اے شاہ اس غریب کا قصہ عجیب ہے

۳۲

آیا جو کربلا میں وہ شاہِ فلک وقار تھے حاضرِ رکاب بہتر رفیق و یار
گل پیرہن، دلیر، بہادر، وفا شعار شیرانِ رزم فخرِ شجاعان روزگار
حمزہ تھا ایک ایک جری آن بان میں
مشہور حرب وضرب ہے جن کی جہان میں

۳۳

پہلے رفیقِ شاہ ہوئے عازمِ جدال ایسے لڑے کہ مان گئے باہؑ ضلال
آخر کیا سبھوں نے زمانے سے انتقال پھر تو نبی کے خاص ستاروں پہ تھا زوال
گزری جو دو پہر تو بہتر گزر گئے
تنہا حسینؑ رہ گئے یاور گزر گئے

۳۴

میدان میں کھڑے ہیں عجب شان سے حسینؑ نورِ رُخِ شبیہہ سے روشن ہیں مشرقین
عمامہ سر پر ختم رسل کا بہ زیب و زین زیبِ کمر ہے تیغ شہِ فاتحِ حنین
غصہ میں ہیں وغا پہ جو حضرت تلے ہوئے
بل کھا رہے ہیں دوش پہ گیسو کھلے ہوئے

۳۵

زلفوں میں شہ کے مصحفِ رُخ پر کرو نگاہ گویا سفید متن ہے اور حاشیہ سیاہ
چھایا ہوا ہے ابرِ سیہ یا کہ گردِ ماہ یا دوشبوں میں دن کا ہے جلوہ خدا گواہ
ہاتف نے اِک نیا مجھے مضموں سنایا ہے
یہ آفتاب بُرج میں جوزا کے آیا ہے

www.emarsiya.com

۳۶

ہے زلف عنبریں شبِ معراج شک نہیں اور عرشِ کردگار ہے شبیر کی جبیں
قوسین ابروؤں کی کمانیں ہیں بالیقیں بینی نہیں کھڑے ہیں یہ سردارِ مرسلیں
بینی سے اور جبیں سے تفاوت ہے اس قدر
قربت خدا سے ختم رسل کو تھی جس قدر

۳۷

پیشانی پر نماز کا گٹھا نہیں سیاہ رکھی ہوئی ہے مصحفِ رُخ پر یہ سجدہ گاہ
پورا گہن میں آیا ہے یا چودھویں کا ماہ مضمون اِک دہن میں گزار کروں گاہ
مثلِ نبیؐ جو حق کی عطا شاہِ دیں پہ ہے
مُہر اُن کی پشت پر تھی اور ان کی جبیں پہ ہے

۳۸

ابرو نہیں ہیں زیرِ جبینِ شہِ انام قرآن رُخ میں سجدۂ حق کے ہیں یہ مقام
الحمد کا الف ہے یہ بینی نہیں کلام لب وہ ہیں جن کی بات رہے خلق میں مدام
دل اہلِ دیں کے سن کے یہ توصیف شاد ہیں
آنکھیں نہیں ہیں صحتِ قرآں کے صاد ہیں

۳۹

پوچھے اگر کوئی دہنِ پاک کا نشاں کہہ دیں یہ ہم کہ ظن ویقیں کے ہے درمیاں
موتی ہیں آبدار یہ دنداں سے ہے عیاں دریائے معرفت کی ہے مچھلی مگر زباں
ہے بات یہ کچھ اور نہ کھاتی نہ پیتی ہے
ان موتیوں کی آب پہ دن رات جیتی ہے

۴۰

تھا بس کہ قلب رنج و الم سے بھرا ہوا آمادۂ جدالِ شہِ کربلا ہوا
نازل عدو کی فوج پہ قہرِ خدا ہوا گویا قیامت آگئی محشر بپا ہوا
غصہ میں شاہ نے جو علم ذولفقار کی
ہلنے لگی زمین صفِ کارزار کی

www.emarsiya.com

۴۱

ٹھنڈی ہوا ہے ابر بھی چھایا ہے ساقیا ساغر پلا لبوں پہ دم آیا ہے ساقیا
کیوں رنگ مے کے دینے میں لایا ہے ساقیا ساقی تجھے خدا نے بنایا ہے ساقیا
تیرے کرم کا شور ہے برنا و پیر میں
یاں تک کہ مُہر ہوگئی خمِ غدیر میں

۴۲

سب مے کشانِ دیں کو جتایا رسولؐ نے حکمِ خُدائے پاک سنایا رسولؐ نے
بازو پکڑ کے اُن کا اُٹھایا رسولؐ نے ساقی ابوالحسنؑ ہیں بتایا رسولؐ نے
زاہد سے کہہ دو خام یہ تیرا خیال ہے
جو مے کہ دستِ حق سے ملے وہ حلال ہے

۴۳

چمکی بلند ہو کے جو وہ تیغ ہر قدم مثلِ ہوا عدم کو چلے شامیوں کے دم
دم کی طرح سے دم نہ لیا اُس نے کوئی دم تھی فتح کی صدا کہ سلامت یہ دم قدم
رفتار اپنی پیرِ فلک بھولنے لگا
مثلِ نفس قضا کا بھی دم پھولنے لگا

۴۴

کس کس طرح وہ عشوہ نما جان لیتی تھی کھوتی تھی اُس کو جس کو بُرا جان لیتی تھی
تھمتی تھی وہ تو اُس کی ۔۔۔ جان لیتی تھی بچتے تھے سب ادا سے قضا جان لیتی تھی
بھیجیں تھیں اتنی روحیں کہ کچھ انتہا نہ تھی
دوزخ میں ایک تِل کے بھی رکھنے کی جا نہ تھی

۴۵

غُل ناریوں میں تھا نہ ہوا سے جلا ہمیں آنکھیں اشارہ کرتی تھیں جلوہ دکھا ہمیں
فریاد تھی جگر کی نہ بر میں ہلا ہمیں چلّاتے تھے گلے کہ گلے سے لگا ہمیں
کہتے تھے پاؤں سر سے کہ ہم بھاگے جاتے ہیں
سر کہتا تھا کہ تجھ سے بھی ہم آگے جاتے ہیں

www.emarsiya.com

۴۶

گھوڑا بھی مثلِ تیغ اصیل و نجیب ہے گردش کے وقت پیرِ فلک کا نصیب ہے
غربت کی رو سے شان عجیب وغریب ہے نزدیک اس کے ملکِ عدم بھی قریب ہے
رہ جائے جسم ساتھ سے تیزی اگر کرے
کہیے تو ایک دم میں جہاں سے سفر کرے

۴۷

اتنا سبک ہے چال میں یہ اسپ خوش عناں دوڑائیں چشم پر جو اسے بہرِ امتحاں
پُتلی اگر جما کے رکھے چاروں پتلیاں تارِ نظر کی طرح یہ تِل پر نہ ہو گراں
دن رات آنکھ میں یہ طرارے بھرا کرے
حلقے میں تل کے پہروں یہ کاوے کیا کرے

۴۸

باریک بیں جو بال پہ دوڑائیں بر ملا جنبش بھی ہو نہ اِک سرِ مو ٹوٹنا تو کیا
چیچی کا نام سُن لیا تھا ایک دن ذرا ایسا اُڑا خبر نہیں اب تک کہاں گیا
زیرِ زمیں نہیں ہے تہہِ آسماں نہیں
عنقا کی طرح نام ہے باقی نشاں نہیں

۴۹

تھا اس طرح سپاہ کے سر پر یہ بادِ پا غالب بتوں پہ جیسے رہا دستِ مرتضیٰؑ
پہنچے نہ چال کی سُبکی کو کبھی ہوا رفتار ہے کہ آنکھ کی گردش ہے بے صدا
یوں عرش سے پلٹ کے زمیں پر رواں ہوا
جس طرح کُن کے کہتے ہی عالم عیاں ہوا

۵۰

بالفرض راہ ہوئے جو باریک بال سے اُس پر بھی یہ روانہ ہو تیزی کی چال سے
کوسوں بڑھا ہوا ہے یہ پیکِ خیال سے ہاری ہے فکر اس فرسِ بے مثال سے
کرتا ہے طے یہ سارا جہاں اتنی دیر میں
معراج کو رسولؐ گئے جتنی دیر میں

www.emarsiya.com

۵۱

آتا ہے اِس طرح سے قضا جس طرح سے آئے جاتا ہے یوں کہ روحِ رواں تن سے جیسے جائے
گو جستجو میں لاکھ برس وقت کو گنوائے فکرِ بلندِ شاعرِ کامل اسے نہ پائے
کوسوں ہوا کی طرح زمیں پر روانہ ہے
نبضِ ضعیف کی حرکت تازیانہ ہے

۵۲

اتنا سُبک ہے چال میں حضرت کا بادِ پا مداح کی زبان پر آیا ہے بارہا
شائستگی کی چال ہے یا صبح کی ہوا اقبال مند بھی ہے اصالت کے ماسوا
سہ گام چل کے خلق میں اعزاز پائے ہیں
قلبِ زمیں پہ چال کے سکّے بٹھائے ہیں

۵۳

چلتا ہے دین و شرع کی راہوں پہ خوش خرام ہر نعل ہے ہلال تو ہر سُم مہ تمام
حقّا کمندِ بامِ ہدایت ہے ہر لگام روحِ امیں ہے غاشیہ بردار صبح شام
نزدیک اس کے کچھ فلکِ ہفتمیں نہیں
عرشِ خدائے پاک کا زینہ ہے زیں نہیں

۵۴

جس دشمنِ امام کو پاتا ہے بادِپا گھڑیوں دہانہ اپنا چباتا ہے بادِپا
پریوں کو کب خیال میں لاتا ہے بادِپا ---------- اُڑاتا ہے بادِپا
پہنچا نہ اُس کی تیزروی کو خیال تک
پیچھے رکھا شباب کو بھی چار سال تک

۵۵

گرمی تھی روزِ جنگ و جدل رن میں اس قدر اوجِ ہوا سے گرتے تھے بُھن بُھن کے جانور
جنگل میں آگ کا نظر آتا تھا ہر شجر جلتے تھے مُرغِ وہم کے بھی آشیاں میں پر
ملتی نہ تھی پناہ عذابِ شدید سے
قُمری کا طوق گرم کہیں تھا حدید سے

www.emarsiya.com

۵۶

اس درجہ گرم چلتی تھی اُس دشت میں ہوا　　جس کے بدن کو چھو بھی گئی جل کے رہ گیا
گویا کہ مینہ فلک سے برستا تھا آگ کا　　پانی میں بھی نہ مرُدم آبی کو چین تھا
نہریں ہوئیں یہ خشک روانی سے تھم گئیں
یاں تک پپڑیاں لبِ ساحل پہ جم گئیں

۵۷

ذی روح سب تھے سرد ہوا کے امیدوار　　سیماب کی طرح سے ہر اِک دل تھا بےقرار
جو بات کی دہن سے نکلنے لگے شرار　　جلتے تھے سب کے نخلِ بدن صورتِ چنار
اس درجہ ابخرات زمیں سے نکلتے تھے
رویا میں بھی تو راہ مسافر نہ چلتے تھے

۵۸

جنگل میں وہ تپش تھی کہ جس کا نہیں حساب　　اہلِ جہاں پہ نارِ جہنم کا تھا عذاب
انگارہ بن گیا تھا حرارت سے آفتاب　　جو جانور تھا ــــــــــــــــــ تھا کباب
گرمی کے زور و شور میں ذرّہ کمی نہ تھی
پانی کی چادروں میں بھی مطلق نمی نہ تھی

۵۹

دریا تھے ریگِ گرم کے چاروں طرف رواں　　بادِ صبا تھی یا نفسِ سوزِ عاشقاں
سوکھی بہت جو دشت کے خاروں کی تھی زباں　　پیتے تھے آبِ آبلہ پائے رہِ رواں
ذرہ سے آفتاب نہ آنکھیں ملا سکے
پائے خیال سے بھی مسافر نہ جا سکے

۶۰

گرمی کا تھا یہ زور ہوا کو تھا اختلاج　　وہ تپ زمیں کو تھی کہ نہ تھا جس کا کچھ علاج
ماہی کو زیرِ آب تھی سردی کی احتیاج　　اُس روز سب کے ہوگئے تھے آتشی مزاج
جب بات کی دہن سے شرارہ نکل گیا
پانی کا خِلط تک بدنوں میں سے جل گیا

www.emarsiya.com

۶۱

اُس روز صاف دھوپ پہ ہوتا تھا یہ یقیں بر میں لباسِ شعلہ ہے پہنے ہوئے زمیں
سردی کا زمہریر میں تھا نام تک نہیں اِک آگ تھی زمین سے تا چرخِ ہفتمیں
گرمی سے ہوش تھا نہ کسی چار پائے میں
حدّت تھی دھوپ کی سی درختوں کے سائے میں

۶۲

اُس دن کی دھوپ میں تھی یہ حدّت کہ الاماں جلتی ہے جس کے ذکر سے مدّاح کی زباں
گرمی کا تھا شباب قیامت کا تھا سماں سونے کی سب زمین تھی تانبے کا آسماں
میداں تھا واں درخت جہاں تھے گھنے ہوئے
چنگاریاں تھے خاک کے ذرّے بنے ہوئے

۶۳

دوزخ بنا ہوا تھا وہ میدان ہے غضب ذی روحوں پر قیامتِ کبریٰ کا تھا تعب
آواز آتی تھی یہ ہوا سے پناہِ رب سورۂ دخاں کا پڑھتے تھے جنات سب کے سب
اُلٹا ہوا تھا قلب ہر اِک ذی حیات کا
گرمی سے جوش کھاتا تھا پانی فرات کا

۶۴

دن بن گیا تھا دودِ زمیں سے سوادِ شام ٹھنڈا کنارِ نہر بھی ملتا نہ تھا مقام
سب پک گئے تھے جتنے درختوں میں پھل تھے خام اُس بن میں جانور کا بھی دشوار تھا قیام
گرمی سے بے قرار تھا پانی فرات کا
یا نارُ کونی ورد تھا ہر ذی حیات کا

۶۵

روشن تھے مثلِ شمع کے جنگل کے تھے جو خار حدّت سے تپ کی زرد تھا ہر ایک سبزہ زار
ہر باغ پر تھی آتشِ نمرود کی بہار سوکھے ہوئے شجر تھے، زمیں کو یہ تھا بخار
شاخوں میں سُرخ گُل تھے کہ روشن چراغ تھے
نالے تھے دل جلوں کے دیا سروِ باغ تھے

www.emarsiya.com

۶۶

آتش بیاں سپاہِ عدو میں تھے حیلہ جو کالا ہوا تھا اونٹ کے ہر جسم کا لہو
آواز نے کی بند تھی، یہ خشک تھا گلو باقی نہ ایک پودے میں تھی قوتِ نمو
جو پھول تھا جلا ہوا ہم رنگِ مُشک تھا
یاں تک کہ دل میں نخلِ تمنّا بھی خشک تھا

۶۷

اس درجہ خشک گلشنِ شاداب ہوگئے جل جل کے برگ و بار سیہ تاب ہوگئے
دریا ہوئے یہ خشک کے تالاب ہوگئے موتی صدف کے بطن میں بے آب ہوگئے
نایاب دہر میں عرقِ انفعال تھا
آنکھوں سے آبِ اشک کا ملنا محال تھا

۶۸

مطلق تری کنوؤں میں نہ تھی خشک تھے بحار شاید جبھی سے نسل میں ہے شیر کی بخار
جلتے تھے زین بیٹھ نہ سکتے تھے شہسوار پیکانِ تیر تک نہیں ملتے تھے آبدار
----- پڑتی تھی وقتِ زوال تھا
--کے گھاٹ خشک ہیں اب تک یہ حال تھا

۶۹

حدّت تھی زور شور پہ ایسی کہ الاماں سورج دکھا رہا تھا قیامت کی گرمیاں
کیا ذکر اور چیزوں کا پانی تھا نیم جاں گو نہر و چاہ بن کے ہوا بعض جا عیاں
اُس دن کی تاب وتب سے مگر ہے ڈرا ہوا
نیچے زمیں کے ہے بہت اب تک چھپا ہوا

۷۰

گرمی یہ تھی ہوا کو بھی اِک انتشار تھا نیزہ پہ آفتابِ قیامت سوار تھا
اُس روز آبِ بحر کو یہ اضطرار تھا گو تھا کنوؤں کی تہہ میں مگر بے قرار تھا
دُنیا کی ابرِ رحمتِ حق پر نگاہ تھی
وہ وقت تھا کہ پانی کو پانی کی چاہ تھی

www.emarsiya.com

۷۱

بجلی خدا کے قہر کی تھی تیغِ آبدار شعلے بلا کے تھے تو قیامت کی اُس کی دھار
گرما کے بادگرم سے اُٹھتا تھا جب غُبار تُرکِ فلک کے جسم میں چڑھتا تھا اِک بخار
غُل تھا تہِ فلک یہی برنا و پیر میں
کیا آگ لگ گئی کُرہِ زمہریر میں

۷۲

تھی ضربِ تیغِ صاعقہ دم کس اصول کی جانیں لیں بے حساب سپاہِ جھول کی
چھوڑی نہ کسر اور نہ رعایت قبول کی اِک ایک تن سے جان کی باقی وصول کی
دینے کو دل پہ جاہلوں کے داغ دے گئی
قسمت سے اُس کو ہاتھ لگا جو وہ لے گئی

۷۳

رن میں کب اُس کی چال سے محشر بپا نہ تھا ظالم کو یاد کون سا طرزِ جفا نہ تھا
لیتی تھی جان اور کوئی مدعا نہ تھا رُک جانے کا سبق کبھی اُس نے پڑھا نہ تھا
مضموں نیا ہے مدح میں تیغِ خوش آب کی
گویا زبان تھی کسی حاضر جواب کی

۷۴

ہر وقت تھیں ادائیں نئی بانکپن نیا سب سے زبانِ تیغ کا تھا کچھ چلن نیا
پیدا تھا اِس کی ضرب سے گویا دہن نیا زخموں کی خامشی سے تھا ظاہر سخن نیا
بہتا تھا خون، بات کا کوسوں پتہ نہ تھا
روتے ہوئے کبھی دہنوں کو سُنا نہ تھا

۷۵

کٹ کٹ گئے شریر جو ٹکڑے کیا بدن سر اُڑ گیا فلک پہ زمیں پر رہا بدن
تن سے جو سر جدا تھا تو سر سے جدا بدن چلتے ہیں ہاتھ پاؤں نہ ہے کام کا بدن
کیا کاٹ تھی کہ ظالموں کی عقل کھو گئی
کہتے تھے دیکھ کر یہ کیا قطع ہو گئی

www.emarsiya.com

۷۶

منہ میں زباں دو نیم زباں خبر دو نیم چلنے میں پاؤں چار تھا ملنے میں سر دو نیم
ہوتی تھی اس ہلال سے یوں ہر سپر دو نیم جس طرح ناخنِ نبوی سے قمر دو نیم

لاشوں سے ایک دم میں وہ رن پاٹ دیتے تھے
سایہ سے مُرغِ روح کے پر کاٹ دیتے تھے

۷۷

پٹکا ہزار سر کو نہ قسمت بدل سکی یوں جلد نکلے دم کہ نہ حسرت نکل سکی
آئی ہوئی قضا نہ کسی طرح ٹل سکی گو ہاتھ پاؤں مارے مگر کچھ نہ چل سکی

رونے کو حسرتِ دلِ غمناک بھی نہ تھی
کیا آ کے یاں اُڑاتی ہوا، خاک بھی نہ تھی

۷۸

طاقت فرار کی جو نہ تھی جان کھوتے تھے ہنستی تھی ظالموں پہ قضا زخم روتے تھے
رُکتا تھا دم جو چلنے پہ آمادہ ہوتے تھے مانندِ بختِ خُفتہ مگر پاؤں سوتے تھے

تھا شور فوج میں کہ یہ دلدار ہاتھ آئے
کس طرح ہم کو قوتِ رفتار ہاتھ آئے

۷۹

لیتی تھی جان موت یہ کرتی تھی سر قلم جنگل میں ہو رہے تھے ستم کے شجر قلم
شاخِ کماں تھی باغیوں کے دوش پر قلم انساں کا ذکر کیا ہوئے پریوں کے پر قلم

کہتی تھی موت سے کہ ترے ساتھ ساتھ ہوں
بازو قوی ہے جس سے ترا میں وہ ہاتھ ہوں

۸۰

کیا شاخ تھی کہ بیخ ستم کی اُکھاڑ دی منہ پر چڑھا جو کوئی تو صورت بگاڑ دی
چل پھر کے دم میں ظلم کی بستی اُجاڑ دی گردِ سیاہ دشت کے دامن سے جھاڑ دی

کی تالیاں بجا کے خوشی برگ برگ نے
خس کم جہان پاک صدا دی یہ مرگ نے

www.emarsiya.com

۸۱

شمشیر کے عروج سے لشکر پہ تھا زوال ہر تیغ سرنگوں تھی ہر اِک ڈھال تھی نڈھال
گردن تھی تن پہ بار تو گردن پہ سر وبال گُل ہوگئے چراغِ سپاہِ زبوں خصال
بھاگی جو فوجِ ظلم نہ سوجھا مقام تک
آنکھوں کے سامنے رہا اندھیر شام تک

۸۲

اُس دن کا معرکہ رہا شاہِ ہُدا کے ہاتھ گویا تھے ہاتھ آپ کے دستِ خُدا کے ہاتھ
جانوں کو لیتے لیتے تھکے تھے قضا کے ہاتھ کہتے تھے پاؤں مار کے ظالم بڑھا کے ہاتھ
جلدی خدا جو جان نکالے تو خوب ہے
اللہ چلتے پھرتے اُٹھا لے تو خوب ہے

۸۳

دشمن ہے جو کہ فوج کے دم کی، یہ ہے وہ تیغ مشعل ہے جو کہ راہِ عدم کی، یہ ہے وہ تیغ
کندن کی طرح دھوپ میں دمکی، یہ ہے وہ تیغ سیفی علیؑ نے جس پہ رقم کی، یہ ہے وہ تیغ
بے تیغ ہوں حلال گلے بانکپن وہ ہے
سکّے پڑے ہوئے ہیں جہاں میں چلن وہ ہے

۸۴

سر ہے جھکا ہوا یہ اصالت کی ہے دلیل فقرے وہ تیز ہیں کہ سخن سنج ہیں قتیل
لوہا وہ ہے کہ مان گئے جس کو جبرئیل قسمت کی ایسی، ہاتھ بھی پایا تو بے عدیل
برسوں سے ساتھ بازوئے خیرالوریٰ کا ہے
تحفہ ہے ہر طرح، کہ یہ ہدیہ خدا کا ہے

۸۵

ناگاہ غُل اُٹھا صفِ لشکر سے ایک بار اے مرتضیٰ کی جان محمدؐ کے یادگار
کیجئے بس اب نیام میں حیدرؑ کی ذوالفقار ہم سے قصور اب کوئی ہوگا نہ زینہار
ہر طرح کی سزا کے سزاوار ہیں غلام
حضرت سے اب اماں کے طلبگار ہیں غلام

www.emarsiya.com

۸۶

رحم آگیا رحیم نے جب یہ سُنی صدا تیغِ علیؑ کو میان میں صابر نے رکھ لیا
پھر تو ہر اِک طرف سے بڑھا لشکرِ وغا سید پہ بے دیار پہ ہونے لگی جفا
آئی نہ شرم روحِ جنابِ امیر سے
زخمی کیا غریب کو شمشیر و تیر سے

۸۷

کیونکر کروں بیان، کہ اعدا نے کیا کیا سجدے میں تیغ سے، سرِ انور جُدا کیا
کی مصطفیؐ سے شرم، نہ خوفِ خدا کیا خیمے جلائے، بیبیوں کو بے ردا کیا
قیدی بنا کے سب کو بد انجام لے چلے
اونٹوں پہ سر برہنہ سوئے شام لے چلے

۸۸

بیمار کو بنایا تھا ناقوں کا ساربان طوقِ گراں گلے میں تھا پاؤں میں بیڑیاں
اس درجہ تھ غریب نقیہہ اور ناتواں رستے میں اِک قدم کا اُٹھانا بھی تھا گراں
سجادؑ فرطِ ضعف سے جب بیٹھ جاتے تھے
دُرّہ پہ دُرّہ پشت پہ ظالم لگاتے تھے

۸۹

بولا یہ شاہ کون تھے سجاد ناتواں کیوں اے وزیر کس کو بنایا تھا ساربان
بیمار پر یہ سختی و ایذا تھی الاماں اُس نے کہا کہ سرورِ دیں کا سُرورِ جاں
مثلِ حسینؑ یہ بھی فلک احتشام ہیں
اے بادشا ہمارے یہ چوتھے امام ہیں

۹۰

آیا جو قتل گاہ پہ رانڈوں کا قافلا اُونٹوں سے اپنے آپ کو سب نے گرادیا
زینبؑ نے آکے لاش پہ بھائی کی یہ کہا بے وارثوں کے وارث و والی ترے فدا
کیا کیا نہ آج اہلِ حرم پر تعب ہوئے
خیمے جلے ردائیں لٹیں قید سب ہوئے

www.emarsiya.com

۹۱

اے بھائی قید میں لئے جاتے ہیں بدگماں اے بھائی روؤں بیٹھ کے میں آپ کو کہاں
بلوایئے بہن کو بھی واں آپ ہیں جہاں اے بھائی اب میں آؤں یہاں یہ نہیں گماں
شاید جو قیدِ شام سے چھٹ کر میں آؤں گی
بھیّا تمہاری قبرِ مطہّر بناؤں گی

۹۲

قاسمؑ کی لاش پر کئے کُبریٰ نے یہ بیاں آقا مرے بتاؤ کرے کیا یہ نیم جاں
جی بھر کے کرنے پاتی نہیں نالہ و فغاں سر کیسے پیٹوں بندھ گئی ہاتوں میں ریسماں
سر ننگے لے چلے ہیں لعیں اژدھام میں
والی اسیر ہو کے میں جاتی ہوں شام میں

۹۳

وارث مرے کُھلا ہے مرا سر ردا اُڑھاؤ والی مرے ہجوم میں ہوں میں کہیں چھپاؤ
صاحب مرے اسیر ہوں، اُٹھ کر مجھے چھڑاؤ آقا مرے میں رانڈ ہوں تسکین دینے آؤ
اِک رات کی بنی کوئی ایسے لٹی نہیں
ہے ہے ابھی تو ماتھے سے افشاں چھٹی نہیں

۹۴

شہ نے کہا وزیر سے یہ تو بتا مجھے سُن کر میں آپ میں نہ رہا کیا ہوا مجھے
اس کا حسب نسب تو مفصّل سُنا مجھے اس درد کے بیان نے بسمل کیا مجھے
مجھ کو عجب ہے کیوں نہ قیامت بپا ہوئی
آخر دلہن یہ کون تھی جو بے ردا ہوئی

۹۵

کی عرض پوچھئے نہ یہ پُر درد ماجرا نشتر خیال جس کا ہے اُس کا بیاں ہو کیا
قاسمؑ جو اِک امام حسنؑ کا تھا لاڈلا اُس فدیۂ خُدا سے ہوئی تھی یہ کتخدا
صورت بگڑ گئی دلِ زہرا کے چین کی
تھی یہ بہو حسنؑ کی تو بیٹی حسینؑ کی

www.emarsiya.com

۹۶

جی بھر کے رانڈیں رونے بھی پائیں نہ تھیں کہ آہ جو تازیانہ لے کے بڑھا شمرِ رو سیاہ
بچّوں نے سہم سہم کے کی ماؤں پر نگاہ لاشوں کو چھوڑ چھوڑ کے ہٹ آئے بے گناہ
خولی پکارا فوج کو وقفہ ذرا نہ ہو
اونٹوں پہ بیبیوں کو بٹھا کر روانہ ہو

۹۷

آئے سوئے حرم جو وہ مکّار و بے حیا زینبؑ نے رو کے شمر سے اُس وقت یہ کہا
بے پردہ اہلِ بیتِ نبیؐ کو تُو کر چکا اب بھی مگر ستم سے ترا دل نہیں بھرا
ہم آلِ مصطفیؐ ہیں ستانا نہ چاہئے
نا محرموں کو ہاتھ لگانا نہ چاہئے

۹۸

کہہ دے کہ ان کے پاس سے ہٹ جائیں نابکار اونٹوں پہ بیبیوں کو کروں گی میں خود سوار
یہ بات سُن کے ہٹ گیا واں سے ستم شعار چلّایا کوئی ہاتھ لگائے نہ زینہار
کھاتے ہیں یہ قسم کہ نہ دیر اب لگائیں گے
ہٹ آؤ سب کہ اونٹوں پہ خود بیٹھ جائیں گے

۹۹

اُس وقت اہلِ بیتِ نبی کا یہ حال تھا آہیں کبھی تھیں اور کبھی نالہ و بُکا
بے کس جہاں میں نہ کسی کو کرے خدا تھیں بیبیاں عجیب مصیبت میں مُبتلا
اشکوں سے غم میں بھائی کے جو منہ دھوتی جاتی تھیں
زینبؑ سوار کرتی تھیں اور روتی جاتی تھیں

۱۰۰

اللہ رے خُلقِ بنتِ شہنشاہِ اوصیا فضہ کو بھی جناب نے اسوار خود کیا
پر ہائے کیسے حسرت و افسوس کی ہے جا اِن کو بٹھائے اونٹ پہ اتنا کوئی نہ تھا
رو رو کے کہتی تھیں کہ شہِ مشرقین آؤ
خواہر سوار ہوتی ہے بھائی حسینؑ آؤ

www.emarsiya.com

۱۰۱

بھیّا میں کس سے حال کہوں اپنا ہائے ہائے ہمشیر کس کو اپنی مدد کے لئے بُلائے
اتنا کوئی نہیں کہ مجھے اونٹ پر بٹھائے عابدؑ نے جب سُنی یہ صدا اشکِ خوں بہائے
رو کر کہا پھوپھی نہ بہت بے قرار ہو
لو پاؤں میری پشت پر رکھ کر سوار ہو

۱۰۲

زینبؑ نے روکے عابدِؑ بیمار سے کہا حالت تمہاری دیکھ کے دکھتا ہے دل مرا
تکلیف تم کو دوں گی نہ اے غم کے مبتلا زخمی تمام پشت ہے کوڑوں سے جا بجا
آرام تم کو راہ میں دوں گی میں شام تک
پیدل ہی ساتھ ساتھ چلوں گی میں شام تک

۱۰۳

بولے جُھکا کے پشت کو عابدؑ بچشمِ نم اب کچھ نہ کہئے آپ کو اکبرؑ کی ہے قسم
آخر کو رکھ کے پشت پہ بیمار کے قدم زینبؑ ہوئیں سوار بصد حسرت و الم
اونٹوں پہ بیبیوں کو بد انجام لے چلے
عابدؑ کو پا پیادہ سوئے شام لے چلے

۱۰۴

سُن کر یہ حالِ درد و الم شاہ نے کہا مشتاق جان و دل سے ہوا میں حسینؑ کا
بہرِ نبیؐ و فاطمہؑ و ضیغمِ خدا لے چل وزیر مجھ کو سوئے دشتِ کربلا
تا زیست دم انہیں کی ولا کا بھروں گا میں
قبرِ امامِ دیں کی زیارت کروں گا میں

۱۰۵

کی عرض یہ وزیر نے اے آسماں پناہ آنکھیں ملک بچھاتے ہیں جس میں یہ ہے وہ راہ
پہنچائے خیریت سے وہاں آپ کو اِلٰہ ہمراہ جان و دل سے چلے گا یہ خیر خواہ
عاشق ہوں جان و دل سے شہِ مشرقین کا
پروانہ ہوں میں شمعِ مزارِ حسینؑ کا

www.emarsiya.com

۱۰۶

لے کر مصاحبوں کو بصد عجلتِ تمام آنکھوں سے کربلا کو چلا وہ فلک مقام
کہتے ہیں اس کو شوق محبت ہے اس کا نام کرتا تھا راہ میں نہ کہیں ایک دم قیام
مشتاق تھا یہ دل سے شہِ مشرقین کا
کہتا تھا کتنی دور ہے روضہ حسینؑ کا

۱۰۷

طے کر کے مثلِ مہر فلک کچھ دنوں میں راہ پہنچا زمینِ کرب و بلا پر با اشک و آہ
دیکھا جو مرقد ------- عرش جاہ سلطان نے ضریح پہ حسرت سے کی نگاہ
آیا تو پہلے گرد پھرا شور و شین سے
رویا لپٹ کے پھر وہ مزارِ حسینؑ سے

۱۰۸

پہنچا جو قتل گاہ کی جانب وہ شہر یار دیکھا بنا ہے چھوٹا سا اِک سمت کو مزار
پوچھا وزیر سے کہ یہ ہے کون دل فگار ہے صاف بے کسی کا نشاں جس سے آشکار
کی عرض اس غلام کا دل چاک چاک ہے
حضرت کا شیر خوار نہاں زیرِ خاک ہے

۱۰۹

جس کے گلے پہ تیر لگایا تھا وہ یہ ہے جو گھٹنیوں بھی چلنے نہ پایا تھا وہ یہ ہے
تشنہ لبی سے جس کو غش آیا تھا وہ یہ ہے بچپن میں جو لہو سے نہایا تھا وہ یہ ہے
اللہ انتقام کرے اُس شریر سے
بچے کی جس نے جان لی پیکانِ تیر سے

۱۱۰

آیا سوئے نجف جو وہ زائر حسینؑ کا ظاہر کیا ارادہ کہ جاؤں پیادہ پا
ہمراہیوں نے متفق اللفظ یہ کہا وہ ہیں اگر امام تو حضرت ہیں بادشا
یاں آکے اپنی قدر گھٹانا نہ چاہئے
پیدل وہاں حضور کو جانا نہ چاہئے

www.emarsiya.com

۱۱۱

سُن کر یہ بات شاہ نے اُن لوگوں سے کہا کرتے ہو آسماں سے زمیں کا مقابلا
وہ بادشاہ دیں ہیں میں دُنیا کا ہوں گدا ہم نام وہ خُدا کے، میں اِک بندۂ خُدا
کیا جانتے نہیں کہ فلک احتشام ہیں
اِک جزو کا میں شاہ وہ کُل کے امام ہیں

۱۱۲

یہ کہہ کے فال کے لئے قرآں طلب کیا گویا وہ فالِ نیک تھی خالق کا مشورا
پڑھتے ہی فاتحہ کو یہ رازِ خفی کُھلا وہ حکم ہے کلیم کو جو طور پر ہوا
دیکھا سرِ کتاب وہ پُر نور آیہ ہے
فخلع کے بعد جس میں کہ نعلیك آیا ہے

۱۱۳

نکلا یہ حکم جب تو ہوا دل میں شادماں پیدل وہ شاہ روضہ کی جانب ہوا رواں
پہنچا وہاں تو پڑھ کے زیارت بصدفغاں کی عرض اے ولیِّ خُدا شاہِ انس و جاں
آیا ہوں اتنی دور سے مطلب حصول ہو
یا مرتضیٰؑ گدا کی زیارت قبول ہو

۱۱۴

کچھ دن قیام کر کے بصد عزّو احترام روضہ سے مرتضیٰؑ نے چلا سوئے ملکِ شام
القصہ واں پہنچ کے دیا اُس نے حکمِ عام دربار میں رئیسِ بلد جمع ہوں تمام
مانے گا جو نہ حکم سزا اُس کو دوں گا میں
کچھ سا کنانِ شام سے شوریٰ کروں گا میں

۱۱۵

حاضر ہوئے رئیس تو اُن سے کیا کلام منظور ہے مجھے کہ ہوں شادی سے شادکام
خوش ہو کے بیاہ۔۔۔۔ہوئے تمام ہوتے ہی عقد اُس کو ہوئی فکرِ انتقام
جاری ہوا یہ حکم کہ در در پھرے دلہن
اِک ناقے پر سوار کھلے سر پھرے دلہن

www.emarsiya.com

۱۱۶

سن کر یہ حکم دنگ ہوئے اہلِ شام سب آپس میں ایک نے یہ کہا دوسرے سے تب
افسوس ہائے ہائے یہ ہوتا ہے کیا غضب اِک رات کی دلہن پہ یہ تکلیف یہ تعب
یہ حکم ہی نیا ہے کہ اب تک سُنا نہیں
ایسا کبھی ازل سے کسی جا ہوا نہیں

۱۱۷

سن کر یہ شور شاہ نے اُن لوگوں سے کہا یہ حکم میں نے بہرِ اہانت نہیں دیا
اس شہر میں یہ کوئی طریقہ نہیں نیا اونٹوں پہ بیبیوں کو پھراتے ہیں جا بجا
بولے وہ سب نہیں کہیں ایسا نہیں ہوا
بولا وہ بادشا کہ ہوا اور یہیں ہوا

۱۱۸

بولے وہ یہ تو رسم نئی ہے خُدا گواہ شادی کے دن عروس پھرے اس طرح تباہ
دستور شام کا یہ نہیں اے جہاں پناہ کیا ننگے سر پھرانے کو کرتا ہے کوئی بیاہ
پوچھے گا کوئی وجہ تو پھر کیا کہیں گے ہم
ہرگز نہ منہ دکھانے کے قابل رہیں گے ہم

۱۱۹

غصے سے تب کہا کہ ہو تُم سخت بے حیا کہتے ہو اس جگہ کبھی ایسا نہیں ہوا
سوچو تو اِک عروس پہ کیا کیا ہوئی جفا بھولے ابھی سے فاطمہؑ کبریٰ کا ماجرا
سمجھے نہ شاہزادیوں کے احترام کو
بلوے میں لائے عترتِ خیرالانام کو

۱۲۰

کیا قابل اِک ردا کے نہ تھی بنتِ مرتضیٰؑ کیا رتبہ یزدِ جرد کی پوتی کا کچھ نہ تھا
بالفرض بیبیاں تھیں اگر قابلِ سزا تم نے اسیر بالی سکینہؑ کو کیوں کیا
کیا تھی یتیمِ شاہِ زمن مار کھانے کو
گال اُس کے پھول سے تھے طمانچے لگانے کو

www.emarsiya.com

۱۲۱

ادنیٰ سی اِک کنیز کی خاطر یہ تم کو وائے کہتے ہو سر برہنہ نہ در در پھرائی جائے
شمر و عمر سے جا کے نہ اُس دن کہا یہ ہائے کیوں عترتِ رسولؐ کو تم قید کر کے لائے
منہ آنسوؤں سے ابر صفت دھو رہے ہو آج
ہنسنا کبھی کا یاد ہے، کیوں رو رہے ہو آج

۱۲۲

عابد کو تازیانے لگے جب نہ آئی شرم اہلِ حرم اسیر ہوئے جب نہ آئی شرم
دربار میں شقی کے گئے جب نہ آئی شرم کُبریٰ بنی کے ہاتھ بندھے جب نہ آئی شرم
بیجا ہے استغاثہ تمہارا بجا نہیں
کُبریٰ سے اس کنیز کی عزت سوا نہیں

۱۲۳

چاہا تھا تم نے یہ کہ مٹے پنجتن کا نام اے اہلِ شام تھا یہ تمہارا خیالِ خام
دُنیا اگر مٹے ---- یہ بھی لا کلام نام ان بزرگواروں کا قائم ہے تا قیام
سمجھے امام اگر نہ شہِ مشرقین کو
سید بھی ہائے تم تو نہ سمجھے حسینؑ کو

۱۲۴

سید بھی گر سمجھتے تو کرتے نہ یہ جفا کافر پہ بھی یہ ظلم تو ہرگز نہیں روا
بچّے کو تیر مارتا ہے کوئی بھی بھلا بچہ بھی ہائے کیسا کہ معصوم بے خطا
پانی جو اُس کو پیاس میں دیتے ثواب تھا
کیا اُس سوال کا یہی لازم جواب تھا

۱۲۵

سائل بھی کون ساقیِ کوثر کا لاڈلا آرامِ جانِ بنتِ نبیؐ حجتِ خدا
سید غریب بیکس و بی یار و آشنا اُس پر یہ ظلم شرم نہ آئی تمہیں ذرا
کیا حال ہوگا ہائے شہِ نامدار کا
نکلا جو ہوگا گود میں دم شیر خوار کا

www.emarsiya.com

اے بزمؔ اب خموش، نہیں طاقتِ کلام مجلس میں رو رہے ہیں بہ دل مومنیں تمام
آقا سے کر یہ عرض کہ اے شاہِ خاص و عام اب تنگ ہے زمانے کے ہاتھوں سے یہ غلام
قیدِ غم و الم سے رہا کیجئے مجھے
معقول روزگار عطا کیجئے مجھے

www.emarsiya.com